بھینس کی قربانی

ایک علمی جائزہ

اعداد و ترتیب
ابو عبد اللہ عنایت اللہ مدنی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بھینس کی قربانی

ایک علمی جائزہ

اعداد وترتیب

ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

نام کتاب	:	بھینس کی قربانی - ایک علمی جائزہ
جمع وترتیب	:	ابوعبداللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی
سنہ اشاعت	:	ذی القعدہ 1436ھ مطابق ستمبر 2015ء
تعداد	:	دو ہزار
ایڈیشن	:	اول
صفحات	:	48
قیمت	:	
ناشر	:	شعبۂ نشر واشاعت، صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی۔

ملنے کے پتے:

- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی: 14-15، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-400070 ٹیلیفون: 022-26520077
- مکتبہ دار التراث الاسلامی: لیک پلازا، نزد مسجد دار السلام، کوسہ ممبرا، تھانہ-400612
- مسجد دار التوحید: چودھری کمپاؤنڈ، واونجہ پالا روڈ، واونجہ، تعلقہ پنویل، ضلع رائے گڈھ-410208 فون: 9773026335
- مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ، بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع: رتنا گری-415709، فون: 02356-264455
- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی: 226526 / 225071

فہرست مضامین

پیش لفظ

الحمدللہ رب العالمین، والصلاة والسلام علی رسولہ النبی الکریم، وعلی آلہ و صحبہ أجمعین، ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین۔أما بعد!

جس طرح علمی وتحقیقی میدان بہت وسیع ہے اسی طرح اس میدان کے نشیب وفراز سے واقف کار بھی حسب ضرورت موجود رہتے ہیں جو داد تحقیق دیتے رہتے ہیں۔جب بھی کوئی علمی مسئلہ سامنے آتا ہے جس سے لوگ الجھنوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں تو اس پر بھرپور علمی جائزہ بھی ساتھ ساتھ آجاتا ہے جس سے روشنی حاصل ہوتی ہے اور الجھنوں سے نجات مل جاتی ہے۔ یہ سب اللہ کے فضل وتوفیق اور اسی کی سنت سے ہے،فللّٰہ الحمد۔

ابھی چند مہینے ہوئے مہاراشٹرا میں بی جے پی کی سرکار آگئی،اس نے آتے ہی یہاں گائے اور اس کی نسل کے ذبیحہ پر پابندی لگادی،اس اقدام سے بلا اختلاف مذہب مسلم وغیر مسلم قوم کا بڑا طبقہ اپنی ایک اہم خوراک اور اس کے ذریعے ایک اہم کاروبار سے متاثر ہوگیا۔اس پابندی کے خلاف ابھی بحث وتمحیص، مطالبے، احتجاج اور سیاسی و قانونی لڑائی چل ہی رہی تھی کہ مسلمانوں کی سالانہ عید قرباں آگئی۔

مسلمان اسلام کے اس عظیم تہوار کے شعار قربانی کو بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ ہر جگہ انجام دیتا ہے، چھوٹے بڑے جانوروں کی قربانی پیش کرتا ہے۔اس موقع پر خود مہاراشٹرا میں ہزاروں بیل قربان کئے جاتے تھے۔بیل کے ذبیحہ پر پابندی سے اس شعار کی انجام دہی میں قانونی رکاوٹ آچکی ہے،اس کی وجہ سے اب ان کے سامنے یہ سوال بھی بڑی قوت سے آنے لگا ہے کہ آیا بھینس بھینسا کی

قربانی بھی اسی طرح سات حصوں کے ساتھ ہوسکتی ہے جس طرح بیل گائے میں ہوتی ہے یا ان کا شمار ''بھیمۃ الانعام'' میں نہیں ہے۔

حالات کے انہی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے جماعت کے فاضل محقق، علم دوست اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے شعبۂ نشر و اشاعت کے نگراں و ذمہ دار فاضل مکرم عنایت اللہ مدنی حفظہ اللہ نے یہ گرانقدر علمی رسالہ بعجلت تیار کر کے پیش کیا ہے۔ آپ نے اپنے علمی انداز و تحقیقی نہج کو سامنے رکھتے ہوئے موضوع کو مفید و محقق اور ایجابی پیش کیا ہے تاکہ طلبہ و اہل علم استفادہ کرسکیں اور اس اہم مسئلہ پر جزئیات کے ساتھ بیشتر دلائل کا یکجا مطالعہ کرسکیں۔ کیونکہ اب تو ملک کے اکثر صوبوں میں گائے بیل پر پابندی لگ چکی ہے، جس سے ''جاموس'' کا مسئلہ کہ یہ گائے کی نوع سے ہے کہ نہیں، ضرورت اور وقت کے تقاضے کی وجہ سے معرکۃ الآراء بن چکا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ پر جذباتیت و رجحانات سے ہٹ کر علمی انداز سے سوچنے کی ضرورت بڑھ گئی ہے، تاکہ اس کی روشنی میں راہ عمل طے کیا جاسکے۔

مجھے ''رسالہ'' کے مشمولات بہت مفید لگے اور یہ محسوس ہوا کہ یہ تقاضۂ وقت کے مطابق صحیح اقدام ہے۔ اللہ تعالی عزیز فاضل کی کوششوں کو مفید و مقبول بنائے اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے اشاعتی شعبہ میں مزید بہتری و برکت دے، وھو ولی التوفیق۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و بارک وسلم۔

اخوکم

عبدالسلام سلفی

ممبئی - ۱۴/ستمبر ۲۰۱۵ء

تمہید

بسم اللہ والحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ ومن والاہ، وبعد:

زیرنظر رسالہ ''بھینس کی قربانی - ایک علمی جائزہ'' دراصل مسئلہ سے متعلق اہل علم کے اقوال وفرمودات نیز گرانقدر تصریحات اور علمی نکات پر مشتمل ایک نہایت مختصر جائزہ ہے، جس کا پس منظریہ ہے کہ عام طور پر عیدالاضحیٰ کے موقع پر بھینس کی قربانی کے جواز وعدم جواز کے بارے میں اختلاف کا ماحول بن جاتا ہے، چہ می گوئیاں اور بکثرت سوالات واستفسارات ہونے لگتے ہیں، اور بسا اوقات عوام میں باہم شدت کا ماحول بھی بن جاتا ہے، کوئی بھینس کی قربانی کو حرام وناجائز کہتا ہے، کوئی بدعت ٹھہراتا ہے، کوئی اضطراری حالات کے سوا اسے مکروہ قرار دیتا ہے، تو کوئی کم ازکم حلت وجواز کی بات سن کر حیرت وتعجب میں پڑ جاتا ہے۔

اور بالعموم اس کے دو اسباب ہوتے ہیں: ایک یہ کہ قربانی کے لئے طے کردہ ''بھیمۃ الانعام'' یعنی آٹھ ازواج (اونٹ، گائے، بکرا اور مینڈھا، نر ومادہ) میں اس کا ذکر نہیں ہے تو اس کی قربانی کیونکر جائز ہوسکتی ہے؟ دوسرے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً جن انعام کی قربانی فرمائی ہے اس میں بھینس نامی کوئی جانور نہیں ہے لہٰذا اس کی قربانی کیونکر ہوسکتی ہے؟؟

اسی قسم کے سوالات واشکالات کے ازالہ کے لئے اہل علم کے اقتباسات کی روشنی میں یہ جائزہ پیش خدمت ہے۔ واضح رہے کہ رسالہ کی تحریر اور طباعت واشاعت اللہ کی توفیق ارزانی کے بعد امیر محترم صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی حفظہ اللہ کی فکرمندی اور توجیہ وتذکیر کی مرہون منت ہے، اللہ ذوالکرم انہیں اس کا عظیم صلہ عطا فرمائے، آمین۔

وصلی اللہ وسلم وبارک وأنعم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ۔

ممبئی - ۱۵/ستمبر ۲۰۱۵ء
(inayatullahmadani@yahoo.com)

ابوعبداللہ عنایت اللہ حفیظ اللہ مدنی
(شعبہ نشر واشاعت صوبائی جمعیت ممبئی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلی فصل:

''بھیمۃ الانعام'' (قربانی کا جانور) کا معنیٰ ومفہوم

قربانی کے سلسلہ میں کتاب وسنت میں جہاں بہت سے احکام ومسائل کی رہنمائی امت کو دی گئی ہے وہیں بدیہی طور پر قربانی کے جانوروں کے اقسام وانواع - یعنی کن جانوروں کی قربانی کی جاسکتی ہے' اُن - کی بھی نشاندہی اور وضاحت کی گئی ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جن جانوروں کی قربانی مشروع فرمائی ہے انہیں ''بھیمۃ الانعام'' کا نام دیا ہے، جیسا کہ متعدد آیات میں ارشاد ہے:

﴿ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ ﴾ [الحج: ۳۴]۔

اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔ سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''يَعْنِي: الْإِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ، كَمَا فَصَّلَهَا تَعَالَى فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ وَأَنَّهَا

{ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ} الآیۃ"[الانعام:۱۴۳]۔(۱)

یعنی اونٹ، گائے اور بکرا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ وہ "نر و مادے آٹھ" ہیں۔(آیت آگے آرہی ہے)

نیز ارشاد ہے:

﴿لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾﴾ [الحج:۲۸]۔

اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں۔ پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ ۖ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٤٣﴾ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٤﴾﴾ [الانعام:۱۴۳، ۱۴۴]

(پیدا کیے) آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم آپ کہیے کہ کیا اللہ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں

---

(۱) تفسیر ابن کثیر تحقیق سامی سلامۃ، 5/416۔

لئے ہوئے ہوں؟ تم مجھ کو کسی دلیل سے تو بتاؤ اگر سچے ہو۔اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم آپ کہیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادہ کو؟ یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہوں؟ کیا تم حاضر تھے جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم دیا؟ تو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بلادلیل جھوٹی تہمت لگائے، تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہیں دکھلاتا۔

نیز ایک اور جگہ ارشاد ہے:

{وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ}[الزمر:٦]۔

اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے (آٹھ نرومادہ) اتارے۔

"بھیمۃ الانعام" کا لغوی مفہوم:

اولاً: "بھیمۃ":

"بھیمۃ" کا لفظ "بھم، اور اِبھام سے ماخوذ ہے، جس کے معنی پوشیدگی، اغلاق، اور عدم وضوح کے ہیں، علمائے لغت کہتے ہیں:

"كلّ حيّ لَا يُمَيِّز فَهُوَ بَهِيمة، وَإِنَّمَا قيل لَهُ: بَهِيمَة لِأَنَّهُ أُبهِم عَن أَن يميِّز"۔(١)

ہر زندہ جو تمیز نہ کر سکے وہ بہیمہ ہے، اور اسے بہیمہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اسے تمیز کرنے سے مبہم، بند اور محروم کر دیا گیا ہے۔

(١) تہذیب اللغۃ، 6/178، ولسان العرب 12/56، والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر 1/65۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ عسکری لکھتے ہیں:

”وَسميت الْبَهِيمَة بَهِيمَة لِأَنَّهَا أبهمت عَن الْعلم والفهم وَلَا تعلم وَلَا تفهم فَهِيَ خلاف الْإِنْسَان والإنسانية خلاف البهيمية فِي الْحَقِيقَة وَذَلِكَ أَن الْإِنْسَان يَصح أَن يعلم إِلَّا أَنه ينسى مَا علمه والبهيمة لَا يَصح أَن يعلم“(۱)۔

بہیمہ کا نام بہیمہ اسی لئے ہے کہ اسے علم اور سمجھ بوجھ سے بند رکھا گیا ہے، نہ وہ جان سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے، بلکہ وہ انسان کے خلاف ہے، اور درحقیقت انسانیت بہیمیت کے خلاف ہے کیونکہ انسان علم کے قابل ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ معلومات کو بھول بھی جاتا ہے، لیکن بہیمہ تو علم کے قابل ہی نہیں ہے۔

علامہ دمیری فرماتے ہیں:

” سميت بهيمة لإبهامها، من جهة نقص نطقها وفهمها، وعدم تمييزها وعقلها“۔(۲)

بہیمہ اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی گویائی اور سمجھ کی کمی اور عقل وتمیز سے محرومی کے اعتبار سے، بند اور مبہم ہوتا ہے۔

اور اسی بات کی وضاحت مفسرین نے بھی فرمائی ہے، چنانچہ علامہ بغوی فرماتے ہیں:

”سُمِّيَتْ بَهِيمَةً لِأَنَّهَا أُبْهِمَتْ عَنِ التَّمْيِيزِ، وَقِيلَ: لِأَنَّهَا لَا نُطْقَ لَهَا“(۳)۔

---

(۱) الفروق اللغویۃ للعسکری ص:274۔

(۲) حیاۃ الحیوان الکبری 1 / 228، نیز دیکھئے: النظم المستعذب فی تفسیر غریب ألفاظ المھذب 1 / 223، والکلیات ص: 226، وتاج العروس 31 / 307، والمزہر فی علوم اللغۃ وأنواعھا 1 / 315۔

(۳) تفسیر البغوی، ط دار طیبۃ 2 / 7، نیز دیکھئے: تفسیر ابن عطیۃ، 2 / 145، وتفسیر البیضاوی، 2 / 113۔

بہیمہ کو بہیمہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ تمیز سے محروم ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ گویائی سے محروم ہے۔

اور اس بہیمہ کی صفت وکیفیت کے بارے میں علمائے لغت نے صراحت کی ہے کہ وہ چار پیروں کا جانور ہے خواہ خشکی میں ہو یا تری میں، چنانچہ علامہ زبیدی فرماتے ہیں:

''البَهِيمَةُ كَسَفِينَةٍ: كُلُّ ذاتِ أَرْبَعِ قَوائِمَ ولَوْ فِي الماءِ''(۱)۔

بہیمہ سفینہ کے وزن پر ہے جو ہر چوپائے کو کہا جاتا ہے خواہ وہ پانی کا ہی کیوں نہ ہو۔

اور صاحب ''الکلیات'' نے وضاحت کی ہے کہ یہ لفظ پہلے ہر زندہ علم وفہم اور عقل وتمیز سے محروم پر بولا جاتا تھا، پھر درندوں کے علاوہ چوپایوں کے لئے خاص ہوگیا۔(۲)

اسی بات کی وضاحت علمائے تفسیر اور شارحین حدیث نے بھی فرمائی ہے۔(۳)

ثانیاً: ''الانعام'':

''الانعام''نعم کی جمع ہے، اور یہ نعومت سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ نرمی کے ہوتے ہیں، چونکہ قربانی کے ان جانوروں کی چالوں میں نرمی ہوتی ہے اس مناسبت سے انہیں بہیمہ کے ساتھ ''انعام'' سے مخصوص کیا گیا، (یعنی نرم چال والے چوپائے)، جیسا کہ اہل علم نے اس کی وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

---

(۱) تاج العروس 31 / 307، نیز دیکھئے: تہذیب اللغۃ 6, / 179، والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر 1 / 65، الکلیات، ص: 226،، وحیاۃ الحیوان الکبری، 1 / 228، ومعجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، 1 / 257۔

(۲) دیکھئے: الکلیات، ص 226۔

(۳) تفسیر القرطبی 6 / 34، والتفسیر المنیر للزحیلی (6 / 64)، وعمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (10 / 56)، وذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (36 / 305)۔

''سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِلِينِ مَشْيِهَا''۔(۱)

انہیں اُن کی نرم چال کی وجہ سے ''انعام'' کہا گیا ہے۔

اور بعض اہل لغت نے لکھا ہے کہ ''انعام'' نعمت سے ماخوذ ہے، اور نعم کا لفظ اہل عرب خاص اونٹوں پر بولا کرتے تھے، کیونکہ اونٹ ان کے یہاں عظیم نعمت تھا جب کہ انعام کا لفظ اونٹ، گائے اور بکری پر مشترکہ بولتے تھے، بشرطیکہ اُن میں اونٹ بھی ہو، بصورت دیگر صرف گائے بکری وغیرہ پر ''انعام'' کا لفظ نہیں بولتے تھے۔(۲)

''بهيمة الانعام'' کا شرعی واصطلاحی مفہوم:

اصطلاح شرع میں ''بهيمة الانعام'' سے مراد اونٹ، گائے اور بکرے (دونوں جنسیں) ہیں، جیسا کہ سلف مفسرین نے بیان فرمایا ہے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ: وَهِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ، كَمَا قَالَهُ الحَبْرُ الْبَحْرُ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ وَابْنُ عَمِّ الرَّسُولِ ﷺ''۔(۳)

''بهيمة الانعام'' اونٹ، گائے اور بکرے ہیں، جیسا کہ بحر العلم، ترجمان القرآن اور رسول ﷺ کے چچازاد بھائی (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) نے فرمایا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

(۱) تفسیر القرطبی (6/ 34، نیز دیکھئے: ذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی (36/ 305)۔

(۲) دیکھئے: تہذیب اللغۃ (3/ 11)، ومختار الصحاح (ص: 314)، والمصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر (2/ 613)، وشمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلوم (10/ 6662)۔

(۳) تفسیر ابن کثیر 1/ 534۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: {أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الأنْعَامِ} هِيَ: الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ، وَالْغَنَمُ. قَالَهُ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ. قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَكَذَلِكَ هُوَ عِنْدَ الْعَرَبِ"(١)۔

فرمان باری: (تمہارے لئے بہیمۃ الانعام حلال کئے گئے ہیں): یعنی اونٹ، گائے اور بکرے، جیسا کہ حسن، قتادہ، اور دیگر مفسرین نے کہا ہے۔امام ابن جریر فرماتے ہیں: اہل عرب کے یہاں بھی اس کا یہی معنیٰ ہے۔

اورسورۃ الزمر کی آیت (نمبر ٦) کی تفسیر سورۃ الانعام (آیت ۱۴۳،۱۴۴) کے ذریعہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَقَوْلُهُ: {وَأَنزلَ لَكُمْ مِنَ الأنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ} أَيْ: وَخَلَقَ لَكُمْ مِنْ ظُهُورِ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ وَهِيَ الْمَذْكُورَةُ فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ: {ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ} [الْأَنْعَامِ:143] ، {وَمِنَ الإبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ} [الْأَنْعَامِ:144] (٢)۔

فرمان باری: (اللہ نے تمہارے لئے چوپائے اتارے ہیں، نر و مادہ آٹھ) یعنی اللہ نے تمہارے لئے چوپایوں کی پشتوں سے آٹھ جوڑے (نر و مادہ) پیدا کیا ہے، اور یہ وہ ہیں سورۃ الانعام میں مذکور ہیں: (آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم اور بکری میں دو قسم) [الانعام: ۱۴۳] اور (اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم) [الانعام: ۱۴۴]۔

جبکہ امام ابن جریر طبری اور علامہ ابن عطیہ رحمہما اللہ نے "بہیمۃ الانعام" کی تفسیر میں کئی

---

(١) تفسیر ابن کثیر 2/8۔

(٢) تفسیر ابن کثیر 7/86۔

اقوال نقل فرمائے ہیں۔[۱]

اور پھر امام طبری رحمہ اللہ نے بہیمۃ الانعام سے تمام قسم کے انعام مقصود ہونے کے قول کو راجح قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"وأولى القولين بالصواب في ذلك، قول من قال: عنى بقوله:**{أحلت لكم بهيمة الأنعام}**، الأنعام كلها ... ولم يخصص الله منها شيئًا دون شيء، فذلك على عمومه وظاهره، حتى تأتي حجة بخصوصه يجب التسليم لها"۔[۲]

اس سلسلہ میں دونوں اقوال میں سے درست قول ان لوگوں کا ہے جنہوں نے فرمان باری [تمہارے لئے بہیمۃ الانعام حلال کیا گیا ہے] سے تمام انعام کو مراد لیا ہے... اور اللہ تعالیٰ نے اس میں سے کسی کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی ہے، لہٰذا وہ اپنے عموم اور ظاہر پر باقی ہے، یہاں تک کہ اس کی خصوصیت پر کوئی واجب التسلیم دلیل آجائے۔

(۱) دیکھئے: تفسیر طبری، تحقیق شاکر 9/455، وتفسیر ابن عطیہ 2/144۔

(۲) تفسیر طبری، تحقیق شاکر، 9/455۔

دوسری فصل:

بھینس کی حقیقت وماہیت

بھینس اردو، ہندی اور فارسی زبان میں:

بھینس/بھینسا: اردو، ہندی زبان میں مستعمل لفظ ہے، جو برصغیر میں پائے جانے والے مشہور چوپائے پر بولا جاتا ہے، اور وہ عموماً سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، اس کے مادہ کو بھینس اور نر کو بھینسا کہا جاتا ہے۔ (۱)

اور فارسی زبان میں اسے ''گاؤ میش'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (۲)

واضح رہے کہ ''گاؤ میش'' دو الفاظ کا مرکب ہے، ''گاؤ'' اور ''میش''۔

اور ''گاؤ'' فارسی زبان کا مؤنث لفظ ہے جس کے معنیٰ ہندی زبان میں مستعمل لفظ گائے اور بیل کے ہیں۔ (۳)

جبکہ سنسکرت زبان میں گائے کو ''گئو'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (۴)

---

(۱) دیکھئے: جامع فیروز اللغات، ص ۲۴۳۔

(۲) دیکھئے: جامع فیروز اللغات، ص ۱۰۸۰۔

(۳) دیکھئے: دونوں الفاظ، جامع فیروز اللغات، ص ۱۰۸۰۔

(۴) جامع فیروز اللغات، ص ۱۱۳۵۔

اور ''میش'' فارسی لفظ ہے جس کے معنیٰ بھیڑ، بھیڑی ، گوسفند یا گوسپند ، مینڈھا، دنبہ کے ہیں۔ (۱)

مذکورہ مختلف زبانوں کی تفصیلات سے معلوم ہوا کہ مرکب لفظ ''گاؤ میش'' میں گائے اور بھیڑ کا مرکب معنیٰ شامل ہے، مزید وضاحت عربی لغات کی روشنی میں آگے آرہی ہے۔

بھینس عربی زبان میں:

چونکہ گاؤ میش بھینس (یعنی بھیڑ، بھیڑی جیسی سیاہ نسل گائے) عجم فارس وغیرہ میں پائی جاتی تھی، عرب میں یہ نسل متعارف نہ تھی اس لئے اہل عرب اس سے واقف اور مانوس نہ تھے،- بلکہ ایک عرصہ بعد یہ نسل عرب میں پہنچی اور لوگ اس سے متعارف و مانوس ہوئے- اس لئے عرب کے لوگوں نے اس بھیڑ نسل یا بھیڑ صفت گائے کو جب دیکھا تو اُسے ''جاموس'' کا نام دیا، اسی طرح بسا اوقات ''کاومیش'' اور ''کاوماش'' وغیرہ ناموں سے بھی اسے موسوم کیا۔ (۲)

البتہ ''جاموس'' کا لفظ بکثرت استعمال ہوا۔

''جاموس'' کی وجہ تسمیہ:

مستند عربی قوامیس اور ڈکشنریوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فارسی النسل گاؤ میش (بھینس) کو اہل عرب کے ''جاموس'' نام دینے کی دو بنیادوں میں سے کوئی ایک بنیاد ہے: ۱۔ تعریب یا ۲۔ اشتقاق

---

(۱) دیکھئے: جامع فیروز اللغات، ص ۱۳۳۰، و ۱۱۱۴۔

(۲) دیکھئے: تہذیب اللغۃ 10 / 317، والمخصص ,4 / 224، وکتاب الحیوان، 1 / 100، و 5 / 244، و 7 / 144۔ نیز دیکھئے: التنبیہ والاشراف (1 / 307)۔

ا۔ تعریب:

تعریب کا معنیٰ یہ ہے کہ چونکہ یہ لفظ اصلاً عربی زبان کا نہیں ہے بلکہ دخیل ہے، اس لئے اہل عرب نے اس کے فارسی نام کو عربی حروف اور الفاظ کے معروف اوزان کی مدد سے اپنی عربی زبان میں کہہ لیا اور اس کا نام بنالیا، چنانچہ ''گ'' کو ''جیم'' اور ''شین'' کو ''سین'' سے بدل کر قابل نطق تسہیل کرتے ہوئے ''فاعول'' کے وزن پر ''جاموس'' بنا دیا[۱]، جس کی جمع فواعیل کے وزن پر ''جوامیس'' آتی ہے، اس سلسلہ میں اہل لغت کے اقوال اور ان کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) علامہ لیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' الجَامُوسُ: دَخِيلٌ، ويُجمَعُ جَوَامِيسَ، تُسَمِّيهِ الفرسُ: كاوميش ''۔[۲]

''الجاموس'' دخیل ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے، اسے فارسی ''گاؤ میش'' کہتے ہیں۔

(۲) علامہ صاحب ''العین'' فرماتے ہیں:

'' الجاموس دَخيل تسمِّيه العَجَم كاوْمِيش ''۔[۳]

جاموس دخیل ہے، عجمی لوگ اسے گاؤ میش کہتے ہیں۔

(۳) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''الجواميس مَعْرُوفَة وَاحِدهَا جاموس فَارسي مُعرب''۔[۴]

---

(۱) دیکھئے: البصائر والذخائر، 6/128۔

(۲) تہذیب اللغۃ 10/317۔

(۳) المخصص 4/224۔

(۴) تحریر ألفاظ التنبیہ، ص:106۔

جوامیس (بھینسیں) معروف ہیں، اس کا واحد جاموس آتا ہے، جوکہ فارسی لفظ ہے اسے عربی بنایا گیا ہے۔

(۴) علامہ محمد بن محمد زبیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''الجَاموسُ: ... معروفٌ، مُعَرَّبُ كَاوْمِيش، وَهِي فارسيَّةٌ، ج الجَوامِيسُ، وَقد تكلَّمَتْ بِهِ العَرَبُ''۔(۱)

جاموس: معروف ہے، جوگاوَمیش کا معرب ہے، اور وہ فارسی لفظ ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے، اہل عرب نے بھی اس لفظ کو اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔

۲۔اشتقاق:

اشتقاق کا معنیٰ یہ ہے کہ جاموس کا لفظ عربی ہے اور کسی عربی زبان کے اصول ومادہ سے نکالا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ''جاموس'' (ج،م،س) جمس سے مشتق ہے، اور عربی زبان میں جمس کا لفظ کسی چیز کے جمود اور ٹھوس پن پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ جب اہل عرب اس چوپائے سے متعارف ہوئے تو اس کی ہیئت، جسامت، مضبوطی اور کیفیت کو دیکھ کر اُسے ''جاموس'' کا نام دے دیا۔اس سلسلہ میں اہل لغت وغیرہ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) علامہ احمد بن محمد فیومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جَمَسَ الْوَدَكُ جُمُوسًا، مِنْ بَابِ قَعَدَ جَمَدَ، وَالْجَامُوسُ نَوْعٌ مِنْ الْبَقَرِ، كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ ذَلِكَ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ لِينُ الْبَقَرِ فِي اسْتِعْمَالِهِ فِي الْحَرْثِ وَالزَّرْعِ وَالدِّيَاسَة''۔(۲)

---

(۱) تاج العروس (15/ 513)۔

(۲) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر (1/ 108)۔

''جمس الودک جموساً'' کا معنیٰ ہے گوشت کی چکنائی جم گئی، ''قعد'' کے باب سے ''جمد'' کے معنیٰ میں ہے، اور ''الجاموس'' گائے کی ایک قسم ہے، گویا یہ لفظ اسی سے مشتق ہے، کیونکہ ہل چلانے، کاشت کرنے اور دانے کچلنے غیرہ استعمال میں اس میں گائے والی نرمی نہیں ہوتی۔

(۲) امام اسحاق بن منصور الکوسج فرماتے ہیں:

''الجاموس نوع من البقر، كأنّه مشتقّ من ذلك، لأنّه ليس فيه لين البقر في استعماله في الحرث والزرع والدياسة''(۱)۔

''جاموس'' گائے کی ایک قسم ہے، گویا وہ ''جمس'' ہی سے مشتق ہے، کیونکہ ہل چلانے، کاشت کرنے اور دانے کچلنے غیرہ استعمال میں اس میں گائے والی نرمی نہیں ہوتی۔

مذکورہ بالا تفصیل سے واضح ہوا کہ جاموس (بھینس) خواہ ''گاوَمیش'' کا معرب ہو یا پھر ''ج،م،س'' سے مشتق ہو، دونوں صورتوں میں وہ گائے سے خارج نہیں ہے، بلکہ وہ بھیڑ گائے ہے، جیسا کہ ''گاوَ'' اور ''میش'' کی وضاحت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

اور بعینہ اسی بات کی صراحت معروف معتزلی عالم ابو عثمان جاحظ بصری (وفات: ۲۵۵ھ) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''الحیوان'' میں کئی جگہوں پر فرمائی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''والجواميس هي ضأن البقر، يقال للجاموس الفارسية: كاوماش''۔(۲)

جوامیس (بھینسیں) بھیڑ گائیں ہیں، جاموس کو فارسی زبان میں ''گاوَمیش'' کہا جاتا ہے۔

''بھیڑ گائے'' کہنے سے کسی کے ذہن میں یہ شبہہ نہ پیدا ہو کہ بھینس بھیڑ اور گائے کی مشترکہ

---

(۱) مسائل الامام أحمد و إسحاق بن راهويه، 8/ 4027

(۲) الحیوان 5/ 244۔

نسل ہے، بلکہ یہ بات محض ظاہری مشابہت اور یکسانیت کی بنا پر ہے، اس لئے مزید وضاحت کرتے ہوئے اور اس شبہہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فالجاموس بالفارسية كاوماش، وتأويله ضأنيّ بقريّ، لأنهم وجدوا فيه مشابهة الكبش وكثيرا من مشابهة الثور، وليس أنّ الكباش ضربت في البقر فجاءت بالجواميس''۔(۱)

''جاموس'' (بھینس) فارسی میں گاؤ میش کہلاتا ہے، جس کا معنیٰ بھیڑ اور گائے ہے، کیونکہ انہیں اس میں مینڈھے اور بہت کچھ بیل کی مشابہت نظر آئی، یہ معنیٰ نہیں ہے کہ مینڈھے اور گائے کے اختلاط سے جوامیس (بھینسیں) پیدا ہوئیں۔

مزید فرماتے ہیں:

''ويقولون للجاموس: ''كاوماش'' على أن الجاموس يشبه الكبش والثّور، لا على الولادة، لأنّ كاو بقرة، وماش اسم للضأن ... قالوا: كاوماش على شبه الجواميس بالضّأن، لأنّ البقر والضأن لا يقع بينهما تلاقح''۔(۲)

''جاموس'' (بھینس) کو گاؤ میش محض اس لئے کہتے تھے کہ بھینس مینڈھے اور بیل کے مشابہ ہوتی ہے، نہ کہ پیدائش کی بنا پر، کیونکہ ''گاؤ'' گائے کو اور ''ماش'' مینڈھے کو کہتے ہیں... چنانچہ بھینسوں کی مینڈھوں سے محض ظاہری شباہت کی بنا پر انہیں ''گاؤ میش'' کہتے تھے، کیونکہ گائے اور مینڈھے میں جفتی واقع نہیں ہوتی۔

---

(۱) کتاب الحیوان، 1/100

(۲) الحیوان 7/144۔

خلاصہ کلام اینکہ بھینس بھیڑ کے مثل گائے ہے۔

’’جاموس‘‘(بھینس)کی جامع تعریف:

علامہ ابو بکر کشناوی رحمہ اللہ عینی مشاہدہ کی روشنی میں بھینس کی جامع تعریف ’’گائے‘‘ سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’الجواميس جمع جاموس، وهي بقر سود ضخام صغيرة الأعين طويلة الخراطيم، مرفوعة الرأس إلى قدام بطيئة الحركة وقوية جدا، لا تكاد تفارق الماء، بل ترقد فيه غالب أوقاتها، يقال إنها إذا فارقت الماء يوما فأكثر هزلت، رأيناها بمصر وأعمالها‘‘۔(۱)

جوامیس: جاموس کی جمع ہے، یہ بھاری بھرکم کالی گائیں ہیں، جن کی آنکھیں چھوٹی اور منہ لمبا ہوتا ہے، سر آگے کی طرف اٹھا ہوا ہوتا ہے، یہ سست رفتار لیکن بہت مضبوط ہوتی ہیں، پانی سے کم ہی جدا ہوتی ہیں، بلکہ زیادہ تر پانی ہی میں سوتی ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ اگر یہ ایک دن یا اس سے زیادہ پانی سے علحدہ ہوتی ہیں تو دبلی ہو جاتی ہیں، ہم نے انہیں مصر اور اعمال مصر میں دیکھا ہے۔

اگلی فصلوں میں بھینس کے گائے ہی کی ایک قسم ہونے کے سلسلہ میں علماء لغت اور فقہ اور علمائے حدیث وتفسیر رحمہم اللہ کی توضیحات وتصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۱) أسھل المدارک شرح إرشاد السالک 1 / 388۔

تیسری فصل:

علمائے لغت عرب کی شہادت

علمائے لغت عرب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ''جاموس'' (گاؤمیش/بھینس) گائے ہی کی جنس سے ہے اور اس کی ایک صنف، نوع اور قسم ہے، جیسا کہ ان کی کتابوں میں جا بجا اس کی صراحت موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) علامہ احمد محمد حموی فرماتے ہیں:

''الجَامُوسُ نَوْعٌ مِنْ الْبَقَرِ''۔(۱)

جاموس (بھینس) گائے کی ایک قسم ہے۔

(۲) علامہ زبیدی فرماتے ہیں:

''الجَاموسُ: نَوعٌ من البَقَرِ، معروفٌ، مُعَرَّبُ كَاوْمِيش، وَهِي فارسيَّةٌ، ج الجَوامِيسُ، وَقد تكلَّمَتْ بِهِ العَرَبُ''۔(۲)

جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے، جو معروف ہے، فارسی لفظ گاؤمیش کا معرب ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے، عربوں نے بھی اس لفظ کو اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔

(۳) علامہ محمد احمد ہروی فرماتے ہیں:

---

(۱) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، 1/108۔

(۲) تاج العروس 15/513۔

’’واجناس البقر منها الجواميس واحدها جاموس‘‘۔[۱]

گایوں کی جنسوں میں سے جوامیس (بھینسیں) بھی ہیں، جس کی واحد جاموس آتی ہے۔

(۴) علامہ ابن سیدہ مرسی فرماتے ہیں:

’’الجاموس: نوع من الْبَقر، دخيل، وَهُوَ بالعجمية: كواميش‘‘۔[۲]

جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے، یہ لفظ دوسری زبان سے آیا ہے، اور جوامیس کو عربی میں گاؤمیش کہتے ہیں۔

(۵) علامہ ناصر خوارزمی مطرزی فرماتے ہیں:

’’وَالْجَامُوسُ نَوْعٌ مِنْ الْبَقَرِ‘‘۔[۳]

جاموس (بھینس) گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

(۶) معروف امام لغت علامہ ابن منظور افریقی فرماتے ہیں:

’’الجامُوسُ: نَوْعٌ مِنَ البَقر، دَخيلٌ، وَجَمْعُهُ جَوامِيسُ، فَارِسِيٌّ مُعَرَّبٌ، وَهُوَ بِالْعَجَمِيَّةِ كَوامِيشُ‘‘۔[۴]

جاموس (بھینس) گائے کی ایک قسم ہے، یہ لفظ باہر سے عربی زبان میں داخل ہوا ہے، اس کی جمع جوامیس آتی ہے۔ فارسی لفظ ہے جسے عربی بنایا ہے، جاموس کو عجمی زبان میں گاؤمیش کہتے ہیں۔

---

(۱) الزاہر فی غریب ألفاظ الشافعی، ص:101۔

(۲) المحکم والمحیط الأعظم، 7/283۔

(۳) المغرب فی ترتیب المعرب، ص:89۔

(۴) لسان العرب، 6/43۔

(۷) مجمع اللغۃ العربیۃ قاہرہ کے مولفین لکھتے ہیں:

”الْبَقر: جنس من فصيلة البقريات يَشْمَل الثور والجاموس“۔[۱]

بقر: گائے کی نسل سے ایک جنس ہے جو بیل اور بھینس سب کو شامل ہے۔

(۸) ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”الجاموس: حَيَوَان أَهلِي من جنس الْبَقر والفصيلة البقرية“۔[۲]

جاموس (بھینس) گائے کی جنس اور گائے ہی کی نسل کا ایک گھریلو، پالتو جانور ہے۔

(۹) علامہ محمد بطال رکبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”الْجَوَامِيسُ: نَوْعٌ مِنَ الْبَقَرِ: مَعْرُوفٌ، وَهُوَ مُعَرَّبٌ. يَعِيشُ فِى الْمَاءِ“۔[۳]

جوامیس (بھینسیں) گائے ہی کی ایک قسم ہیں، جو معروف ہیں، یہ معرب لفظ ہے، اور بھینس زیادہ تر پانی میں رہتی ہے۔

(۱۰) کونسل برائے جدید عربی زبان نے لکھا ہے:

”البقر، وهو جنس حيوانات من ذوات الظِّلف، من فصيلة البقريّات، ويشمل البقر والجاموس“۔[۴]

بقر: گائے، کھر والے جانوروں کی ایک جنس ہے، جو گائے ہی کی نسل سے ہوتی ہے، اور یہ گائے، اور بھینس سب کو شامل ہے۔

---

(۱) المعجم الوسیط، 1/65۔

(۲) المعجم الوسیط، 1/134۔

(۳) النظم المستعذب فی تفسیر غریب ألفاظ المہذب، 1/146۔

(۴) معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، 1/230، نمبر 694۔

چوتھی فصل:

علماء فقہ، حدیث اور تفسیر کی شہادت

(۱) امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے لیث بن ابی سلیم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''الجَامُوسُ وَالْبُخْتِيُّ مِنَ الأَزْوَاجِ الثَّمَانِيَةِ''۔ (۱)

جاموس (بھینس) اور بختی (خراسانی اونٹ) نر و مادہ آٹھ قسموں میں سے ہیں۔

(۲) محمد احمد ہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''الجواميس في الأضاحي كالبقر''۔ (۲)

بھینسیں قربانی میں گائے کی طرح ہیں۔

(۳) امام اسحاق بن منصور الکوسج فرماتے ہیں:

''الجواميس تجزئ عن سبعة؟ قال: لا أعرف خلاف هذا''۔ (۳)

سوال: کیا بھینسوں کی قربانی میں سات لوگ شریک ہو سکتے ہیں؟ جواب: میں اس کے خلاف نہیں جانتا۔

(۴) علامہ مازری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(۱) تفسیر ابن أبی حاتم بتحقیق اسعد محمد طیب 5/1403، رقم 7990۔

(۲) الارشاد إلی سبیل الرشاد ص: 372۔

(۳) مسائل الامام أحمد و إسحاق بن راہویہ 8/ 4027، نیز دیکھئے: 8/4045، نیز علی رضی اللہ عنہ کا قول ملاحظہ فرمائیں: الفردوس بماثور الخطاب، از دیلمی 2/ 124، اثر 2650۔

"الجاموس: ضرب من البقر"۔(۱)

بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

(۵) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجواميس نوع من البقر، والبخاتي نوع من الإبل، والضأن والمعز جنس واحد"۔(۲)

بھینسیں گائے ایک کی قسم ہیں، بخاتی اونٹ کی ایک قسم ہیں، اور مینڈھا بکرا ایک جنس ہیں۔

(۶) علامہ مجد ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الجواميس نوع من البقر"۔(۳)

بھینس گائے ایک قسم ہے۔

(۷) علامہ محمد بن عبد اللہ الزرکشی فرماتے ہیں:

قال: والجواميس كغيرها من البقر والله أعلم، ش: الجواميس أحد نوعي البقر فحكمها حكمها. والله أعلم"۔(۴)

فرمایا: بھینسیں اپنے علاوہ گایوں ہی کی طرح ہے، واللہ اعلم۔ شرح: بھینسیں گائے کی دو قسموں میں سے ایک ہیں، اس لئے ان کا حکم وہی ہے جو گایوں کا ہے، واللہ اعلم۔

(۸) علامہ موسیٰ حجاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(۱) المعلم بفوائد مسلم، 1/326، نیز دیکھئے: إکمال المعلم بفوائد مسلم، از علامہ قاضی عیاض یحصبی، 1/488۔

(۲) الکافی فی فقہ الامام أحمد، 1/390۔

(۳) المحرر فی الفقہ علی مذہب الامام أحمد بن حنبل، 1/215۔

(۴) شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی، 2/394۔

''الجواميس فيهما كالبقر''۔[۱]

ہدی اور قربانی دونوں میں بھینسوں کا حکم گائے جیسا ہی ہے۔

(۹) اور اس کی شرح میں علامہ بہوتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وَالْجَوَامِيسُ فِيهِمَا) أَيْ: فِي الْهَدْيِ وَالْأُضْحِيَّةِ (كَالْبَقَرِ) فِي الْإِجْزَاءِ وَالسِّنِّ، وَإِجْزَاءُ الْوَاحِدَةِ عَنْ سَبْعَةٍ؛ لِأَنَّهَا نَوْعٌ مِنْهَا''۔[۲]

یعنی ھدی اور قربانی دونوں میں کافی ہونے، عمر اور ایک میں سات لوگوں کی شرکت وغیرہ کے اعتبار سے بھینسیں گائے ہی جیسی ہیں، کیونکہ وہ گایوں ہی کی ایک قسم ہیں۔

(۱۰) نیز علامہ منصور بہوتی رحمہ اللہ ''الروض المربع'' میں فرماتے ہیں:

''لحم البقر والجواميس جنس''۔[۳]

گائے اور بھینس کا گوشت ایک ہی جنس کا ہے۔

(۱۱) علامہ شیخ عبد العزیز السلمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''الجواميس في الهدي والأضحية كالبقرة في الإجزاء والسن وإجزاء الواحدة عن سبعة؛ لأنها نوع منها''[۴]۔

ھدی اور قربانی دونوں میں کافی ہونے، دانت گرانے اور ایک میں سات لوگوں کی شرکت وغیرہ کے اعتبار سے بھینسیں گائے ہی جیسی ہیں، کیونکہ وہ گایوں ہی کی ایک قسم ہیں۔

---

(۱) الاقناع فی فقہ الامام أحمد بن حنبل، 1/402۔

(۲) کشاف القناع عن متن الاقناع، 2/533۔

(۳) الروض المربع شرح زاد المستقنع ص:342۔

(۴) الأسئلة والأجوبة الفقهية، 3/9۔

بھینس اور گائے کے حکم کی یکسانیت پر اجماع:

بعض اہل علم نے بھینس کے گائے کی قسم ہونے پر اجماع نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) امام ابن المنذر فرماتے ہیں:

"أجمعوا على أن حكم الجواميس حكم البقر"۔[۱]

اہل علم کا اجماع ہے کہ بھینسوں کا حکم گائے کا حکم ہے۔

(۲) نیز فرماتے ہیں:

"أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ يُحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى هَذَا، وَلِأَنَّ الْجَوَامِيسَ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ، كَمَا أَنَّ الْبَخَاتِيَّ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ"۔[۲]

اس بات پر ان تمام اہل علم کا اجماع ہے جن سے علم حاصل کیا جاتا ہے، اور اس لئے بھی کہ بھینس گائے کی قسموں میں سے ہے، جیسے بخاتی اونٹ کی قسموں میں سے ہے۔

(۳) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وَالْجَوَامِيسُ كَغَيْرِهَا مِنْ الْبَقَرِ) لَا خِلَافَ فِي هَذَا نَعْلَمُهُ"۔[۳]

بھینسیں دیگر گایوں ہی کی طرح ہیں، ہم اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں جانتے۔

(۴) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"الْجَوَامِيسُ بِمَنْزِلَةِ الْبَقَرِ حَكَى ابْنُ الْمُنْذِرِ فِيهِ الْإِجْمَاعَ"۔[۴]

---

(۱) الاجماع لابن المنذر، ص:45، نمبر 91۔

(۲) المغنی لابن قدامۃ، 2/444۔

(۳) المغنی لابن قدامۃ، 2/444۔

(۴) مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ، 25/37۔

بھینسیں گایوں ہی کے درجہ میں ہیں، امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل فرمایا ہے۔

(۵) نیز فرماتے ہیں:

"وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ أَنَّ الضَّأْنَ وَالْمَعْز يُجْمَعَانِ فِي الزَّكَاةِ وَكَذٰلِكَ الْإِبِلُ عَلَى اخْتِلَافِ أَصْنَافِهَا وَكَذٰلِكَ الْبَقَرُ وَالْجَوَامِيسُ"۔[۱]

فقہاء کے یہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مینڈھے اور بکرے کو زکاۃ میں یکجا کیا جائے گا، اسی طرح اونٹ کو بھی اس کی جتنی بھی قسمیں ہو، اور اسی طرح گائے اور بھینسوں کو بھی اکٹھا کیا جائے گا۔

(٦) علامہ یحییٰ بن ہبیرہ شیبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَاتَّفَقُوا على أَن الجاموس وَالْبَقر فِي ذَلِك سَوَاء"۔[۲]

اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سلسلہ میں بھینس اور گائے دونوں یکساں ہیں۔

(۷) قربانی کے جانور کے بارے میں فقہ انسائیکلو پیڈیا، کویت میں ہے:

"الشَّرْطُ الأول: وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ الْمَذَاهِبِ: أَنْ تَكُونَ مِنَ الأنْعَامِ، وَهِيَ الإْبِل عِرَابًا كَانَتْ أَوْ بَخَاتِيَّ، وَالْبَقَرَةُ الأْهْلِيَّةُ وَمِنْهَا الْجَوَامِيس"۔[۳]

پہلی شرط: اور یہ تمام مذاہب میں متفق علیہ ہے: کہ قربانی کا جانور انعام میں سے ہونا چاہیئے، یعنی اونٹ خواہ عربی ہو یا بخاتی، اور گھریلو گائیں اور اسی میں بھینس بھی ہے۔

(۱) مجموع الفتاوی، 25/35۔

(۲) اختلاف الأئمة العلماء 1/196۔

(۳) الموسوعة الفقهية الكويتية 5/81۔

پانچویں فصل:

اسلامی تاریخ میں بھینس کا ذکر

اس میں کوئی شک نہیں کہ عہد رسول ﷺ میں بھینس کا ذکر نہیں ملتا کیونکہ اس وقت تک بھینس وہاں متعارف ہی نہ ہوئی تھی لیکن کتب تاریخ وسیر کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد صحابہ اور اس کے بعد کے ادوار میں بھینس کا وجود کسی نہ کسی طرح رہا ہے، ہمارے اسلاف اس سے متعارف ہوئے اور گائے بیل کی طرح ہزاروں کی تعداد میں اسے پالا، قربانی کی، اور دیگر بہت سے کاموں میں استعمال کیا، مثلاً، اس کا دودھ پیا، اس سے تشنج وغیرہ امراض کا علاج کیا، تحفے دیئے، اس کی طاقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درندوں کو بھگانے کے لئے راستوں اور جنگلات میں بڑی تعداد میں چھوڑا وغیرہ، ذیل میں اسلامی تاریخ کے چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) علی رضی اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"الجاموس تجزي عَن سَبْعَة فِي الْأُضْحِية"۔ (۱)

بھینس کی قربانی سات لوگوں کی طرف سے کافی ہوگی۔

(۲) ابونعمان انطاکی فرماتے ہیں: کہ انطاکیہ اور مصیصہ کا درمیانی راستہ شیر وغیرہ

(۱) الفردوس بماثور الخطاب (2/124، نمبر 2650)، اس روایت کو صاحب المرعاۃ شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے بھی دوران کلام نقل فرمایا ہے، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (5/81)۔

درندوں کی آماجگاہ تھا، لوگوں کا وہاں سے گزرنا محال تھا، چنانچہ ولید بن عبد الملک نے خلیفہ معتصم باللہ سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے چار ہزار بھینس اور بھینسے اس طرف بھیجے، جس سے اللہ نے یہ مسئلہ حل کر دیا اور وہاں سے درندے ختم ہو گئے۔

نیز سندھ میں حجاج بن یوسف کے گورنر محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے سندھ سے کئی ہزار بھینسیں بھیجیں، جن میں سے چار ہزار بھینسیں حجاج بن یوسف نے ولید کی خدمت میں بھیجا اور بقیہ بھینسوں کو کسکر کے جنگلات میں چھوڑ دیا۔ نیز یزید بن عبد الملک نے بھی چار بھینسیں مصیصہ کے لئے بھیجیں، چنانچہ مجموعی طور پر مصیصہ میں آٹھ ہزار بھینسیں روانی کی گئیں۔ (۱)

(۳) عبید اللہ بن ابو بکرہ رحمہ اللہ (۲) نہایت سخی اور فیاض شخص تھے، اپنے گھر کے چاروں سمت دائیں بائیں اور آگے پیچھے چالیس چالیس پڑوسیوں پر پورے سال بہت خرچ کرتے تھے، اور عید کی مناسبتوں پر تحفے تحائف، کپڑے اور قربانی کے جانور دیتے، غریبوں کی شادیاں کراتے، مہریں تک ادا کرتے، اور سال بھر کے علاوہ ہر عید کے موقع پر سو غلام آزاد کرتے تھے۔

ابو محروم کے واسطے سے اصمعی بیان کرتے ہیں کہ عتیک کے ایک خوبرو شخص کو تشنج کی بیماری

(۱) فتوح البلدان (ص:168) وبغية الطلب في تاريخ حلب (1/159)۔

(۲) عبید اللہ بن ابی بکرہ کی پیدائش سنہ ۱۴ھ میں اور وفات سنہ ۹۷ھ میں ہوئی، دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ط الرسالۃ (4/138، نمبر 44)۔ اور واضح رہے بعض روایتوں میں یہ واقعہ عبید اللہ کے بھائی عبد الرحمن بن ابو بکرہ کے حوالہ سے منقول ہے، جس میں صراحت ہے کہ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے اُن کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میرے قبیلہ کے ایک شخص کو فلاں بیماری لگ گئی ہے۔ عبد الرحمن کی پیدائش سنہ ۱۴ھ میں اور وفات سنہ 99ھ میں ہوئی۔ (دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ط الرسالۃ (4/411، نمبر 161، جبکہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی پیدائش سنہ ۲۰ھ میں اور وفات سنہ ۱۱۰ھ میں ہوئی، دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ط الرسالۃ (4/606، نمبر 246)۔

لگ گئی، تو ان کی قوم کے کچھ لوگ عبید اللہ بن ابو بکرہ رحمہ اللہ کے پاس آئے اور ان سے کہا ہمارے ایک ساتھی کو تشنج کی بیماری ہوگئی ہے، اور کسی حکیم نے اس کے لئے انہیں کچھ دن مسلسل بھینس کا دودھ پینے کا علاج تجویز کیا ہے، اور ہمیں معلوم ہوا کہ آپ کے پاس بھینسیں ہیں، تو انہوں نے اپنے وکیل لطف سے پوچھا کہ اپنے پاس کتنی بھینسیں ہیں؟ کہا: تین سو، انہوں نے کہا یہ ساری بھینسیں انہیں دیدو! انہوں نے عرض کیا: ہم اتنی بھینسیں کیا کریں گے، ہمیں تو بس ایک بھینس بطور عاریہ چاہئے جسے ہم علاج کے بعد واپس لوٹا دیتے، انہوں نے کہا: ہم بھینسیں ادھار نہیں دیتے، بلکہ یہ ساری بھینسیں تمہارے مریض کے لئے ہدیہ ہیں۔ (۱)

(۴) بشر یا بشیر طبری یا طبرانی کے پاس تقریباً چار سو بھینسیں تھیں، رومیوں نے ان کی بھینسوں پر شبخون مارا اور ہانک لے گئے، ان کے غلاموں نے انہیں اس کی اطلاع دی، اور کہا: بھینسیں چلی گئیں، تو انہوں نے کہا: جاؤ تم سب بھی اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہو، ان غلاموں کی قیمت ایک ہزار دینار تھی! یہ سن کر اُن کے بیٹے نے کہا: ابّا! آپ نے تو ہمیں فقیر اور قلاش بنا دیا! انہوں نے کہا: بیٹے چپ رہو، اللہ نے مجھے آزمایا تو میں نے چاہا کہ اللہ کی راہ میں مزید قربانی دوں اور اس کا شکر بجالاؤں۔ (۲)

(۵) سنہ ۲۷۰ھ میں احمد بن طولون رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ہوا یہ کہ وہ مصر و شام سے طرطوس تشریف لے گئے، اور جب واپسی میں انطاکیہ پہنچے تو انہیں بھینس کا دودھ پیش کیا گیا، انہوں نے زیادہ مقدار میں دودھ پی لیا، جس سے ان کا پیٹ پھول گیا اور سخت بدہضمی ہوگئی،

---

(۱) تاریخ دمشق لابن عساکر (38 / 138) ومختصر تاریخ دمشق (16 / 8)، وسیر أعلام النبلاء ط الرسالة، 4/، 138، و319، و411، وتاریخ الاسلام تدمری (6 / 410)۔

(۲) دیکھئے: حلیۃ الأولیاء (10 / 130)، والوافی بالوفیات (10 / 99)۔

جس سے ان کی موت ہوگئی۔ آپ کی امارت تقریبا چھبیس سال رہی اور وفات کے بعد آپ کے صاجزادے خمارویہ نے منصب امارت سنبھالا۔ (۱)

(٦) عمر بن احمد ابن العدیم رحمہ اللہ نے حلب میں سعد الدولۃ حمدانی کے دور حکومت (356ھ تا 381) کے بارے میں لکھا ہے: اگر کوئی رومی اسلامی حکومت میں داخل ہو جاتا تھا تو اسے اپنی ضرورت سے منع نہیں کیا جاسکتا تھا، اور اگر اسلامی ملک سے کوئی بھینس ملک روم میں چلی جاتی تھی تو اسے ضبط کرلیا جاتا تھا۔ (۲)

(۷) شاہ افضل کی وفات سنہ ۵۱۵ھ میں ہوئی، انہوں نے اپنے موت کے بعد بڑی دولت چھوڑی، جس میں کروڑوں دینار و درہم، کئی ہزار ریشمی جوڑے، اور پانچ سو صندوق بھر ذاتی کپڑے تھے، غلام، گھوڑے، خچر اور خوشبو وغیرہ اتنی تھی کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے، اور بھینسیں، گائیں اور بکریاں اتنی زیادہ مقدار میں تھیں کہ بتانے میں شرم آئے، ان جانوروں سے دودھ کی آمدنی صرف افضل کی وفات کے سال تیس ہزار دینار تھی۔ (۳)

(۸) علامہ عبد الرحمن جبرتی رحمہ اللہ نے (سنہ ۱۱۸۸ھ) میں ایک نیک خاتون کی سیرت کے ضمن میں لکھا ہے کہ وہ: رمضان کی ہر شب دو پیالہ ثرید فقہاء، ایتام اور فقراء و مساکین کو بھیجا کرتی ہیں اور عید الاضحیٰ میں انہیں تین بھینسیں دیتی تھیں۔ (۴)

اور (سنہ ۱۲۲۵ھ) میں لکھا ہے کہ حاکم وقت عید الاضحی کے دن مسجد کے مدرس اور طلبہ کے لئے بھینسیں اور مینڈھے خریدتا تھا، اور انہیں ذبح کر کے فقراء اور ملازمین میں تقسیم کرتا تھا۔ (۵)

---

(۱) دیکھئے: المختصر فی أخبار البشر (2/53، نیز دیکھئے: تاریخ ابن الوردی 1/231۔

(۲) زبدۃ الحلب فی تاریخ حلب، ص: 97۔

(۳) دیکھئے: تاریخ الاسلام تدمری، 35/385-387، نمبر 92، و وفیات الأعیان، 2/451۔

(۴) تاریخ عجائب الآثار فی التراجم والأخبار (1/612) (۵) تاریخ عجائب الآثار فی التراجم والأخبار (4/265)۔

چھٹی فصل:

بھینس کی حلت اور قربانی کا حکم

جب سابقہ تفصیلات سے یہ بات روشن ہوگئی کہ بھینس فارسی النسل یا عجمی النوع سہی، گائے ہی کی ایک قسم ہے تو بدیہی طور پر بھینس کا بھیمۃ الانعام میں ہونا ثابت ہوگیا، اور قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عملاً گائے کی قربانی ثابت ہے، جیسا کہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ''۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

تو بھینس کی حلت اور اس کی قربانی کے جواز میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا، کیونکہ شریعت اسلامیہ نے بھیمۃ الانعام کے اجناس کے نام لئے ہیں (۲):

۱۔ ''اِبل'' (اونٹ نر و مادہ خواہ عرب وعجم کے کسی بھی نسل سے ہوں)۔

۲۔ ''البقر'' (گائے نر و مادہ، خواہ عرب وعجم کے کسی بھی نسل سے ہوں)۔

۳۔ ''الضان'' (مینڈھا، نر و مادہ، خواہ عرب وعجم کے کسی بھی نسل سے ہوں)۔

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب کیف کان بدء الحیض... 1 / 66، حدیث 294، و 5548، و 5559، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان وجوہ الاحرام...، حدیث 1211۔

(۲) علامہ ابن منظور رحمہ اللہ ''جنس'' کے معنیٰ کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''فَالنَّاسُ جِنْسٌ والإبل جِنْسٌ وَالْبَقَرُ جِنْسٌ والشَّاء جِنْسٌ'' لسان العرب 6 / 43۔ (لوگ جنس ہیں، اونٹ جنس ہے، گائے جنس ہے اور بکریاں جنس ہیں)۔

۴۔ ’’المعز‘‘ (بکرا نر و مادہ، خواہ عرب و عجم کے کسی بھی نسل سے ہوں)۔

اب اگر ایک مسلمان ان میں سے کسی بھی چوپائے کی قربانی کرے خواہ وہ کسی بھی نسل ونوع اور علاقہ وخطے کا ہو تو اس کی قربانی کی مشروعیت اور جواز کا حکم متاثر نہ ہوگا۔ اس بات کی ایک نہایت واضح دلیل موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہے۔ (دیکھئے: سورۃ البقرۃ: ۶۷-۷۳)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قوم موسیٰ کو ایک قتل کے قضیے میں قاتل کی شناخت کے لئے ایک ’’بقرۃ‘‘ (گائے) ذبح کرنے اور پھر اس کے کسی حصہ سے مقتول کو مارنے کا حکم دیا کہ اس سے مقتول زندہ ہو جائے گا اور اپنے قاتل کی شناخت کر دے گا۔

قوم بنی اسرائیل نے اس گائے کی رنگ ونسل، ہیئت وکیفیت اور عمر وغیرہ کے بارے میں نبی موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بے جا سوالات کرنا شروع کر دیئے، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے سختیوں میں گرفتار ہو گئے۔ حالانکہ اگر انہوں نے کوئی بھی گائے جس پر گائے کا اطلاق ہوتا ہو خواہ وہ کسی بھی نوع وجنس اور نسل ورنگ کی ہو ذبح کر لیتے تو تعمیل حکم ہو جاتا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محض ’’بقرہ‘‘ یعنی گائے کی جنس کا نام لیا تھا، نوع ونسل کی کوئی تعیین نہ تھی۔ چنانچہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

’’أَنَّهُمْ كَانُوا فِي مَسْأَلَتِهِمْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُوسَى ذَلِكَ مُخْطِئِينَ، وَأَنَّهُمْ لَوْ كَانُوا اسْتَعْرَضُوا أَدْنَى بَقَرَةٍ مِنَ الْبَقَرِ إِذْ أُمِرُوا بِذَبْحِهَا بِقَوْلِهِ: {إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً} [البقرة:67] فَذَبَحُوهَا كَانُوا لِلْوَاجِبِ عَلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ فِي ذَلِكَ مُؤَدِّينَ وَلِلْحَقِّ مُطِيعِينَ، إِذْ لَمْ يَكُنِ الْقَوْمُ حُصِرُوا عَلَى نَوْعٍ مِنَ الْبَقَرِ دُونَ نَوْعٍ، وَسِنٍّ دُونَ سِنٍّ ... وَأَنَّ اللَّازِمَ كَانَ لَهُمْ فِي الْحَالَةِ الْأُولَى اسْتِعْمَالُ ظَاهِرِ الْأَمْرِ

وَذَبْحُ أَيِّ بَهِيمَةٍ شَاءُوا مِمَّا وَقَعَ عَلَيْهَا اسْمُ بَقَرَةٍ"۔(۱)

بنی اسرائیل اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام سے بے جا سوالات کرنے میں خطا کار تھے، کیونکہ اگر وہ کوئی ادنی سی گائے بھی ڈھونڈ کر ذبح کر لیتے، جیسا کہ انہیں فرمان باری: {إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً} میں اسی بات کا حکم دیا گیا تھا، تو وہ اپنے اوپر واجب کردہ حکم الٰہی کے ادا کرنے والے اور حق کے فرمانبردار ٹھہرتے، کیونکہ قوم کے لوگوں کو گائے کی کسی خاص نوع یا عمر کا پابند نہیں کیا گیا تھا ... اور پہلی ہی حالت میں ان پر لازم یہ تھا کہ وہ ظاہری حکم پر عمل کرتے ہوئے حسب خواہش کوئی بھی چوپایہ ذبح کر دیتے، جس پر "گائے" کے نام کا اطلاق ہوتا ہو۔

اونٹ اور گائے کے متعدد انواع اور نسلیں:

واقع حال اور اہل علم کی توضیحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکی اور علاقائی اعتبار سے اونٹ اور گائے وغیرہ کے متعدد انواع اور نسلیں ہیں اور ان کی اپنی خصوصیات اور کیفیتیں ہیں، اور بھینس بھی جنس "بقرۃ" (گائے) کی ایک نہایت عمدہ قسم ہے، جس کی اپنی خصوصیات ہیں۔

گائے کی قسمیں:

علامہ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمی النجدی الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جواميس: وَاحِدهَا جاموس فَارسي مُعرب، قَالَ الْأَزْهَرِي: أَنْوَاع الْبَقر مِنْهَا الجواميس وَهِي أنبل الْبَقر وأكثرها ألبانا وَأَعْظَمهَا أجساما قَالَ وَمِنْهَا العراب

(۱) تفسیر الطبری (2/101)۔

وَهِي جرد ملس حسان الألوان كَرِيمَة وَمِنْهَا الدربان بدال مُهْملَة مَفْتُوحَة ثمَّ رَاء سَاكِنة ثمَّ بِالْمُوَحَّدَةِ ثمَّ ألف ثمَّ نون وَهِي الَّتِي تنقل عَلَيْهَا الْأَحْمَال وَقَالَ ابْن فَارس الدربانية ترق أظلافها وجلودها وَلها أسنمة"۔(۱)

جوامیس: کی واحد جاموس فارسی معرب ہے، علامہ ازہری کہتے ہیں: گائے کی کئی قسمیں ہیں:

۱۔ "الجوامیس" (بھینسیں): یہ نہایت عمدہ گائیں ہوتی ہیں، بہت زیادہ دودھ دینے والی اور سب سے بھاری جسم والی ہوتی ہیں۔

۲۔ "العراب": یہ نہایت صاف ستھری بغیر بالوں والی خوب رنگ اور بڑی پیاری ہوتی ہیں۔

۳۔ "الدربان": یہ انتہائی مضبوط ہوتی ہیں، جس پر بوجھ لادا اور منتقل کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن فارس فرماتے ہیں: "دربانیۃ" کے کُھر اور کھال پتلی ہوتی ہے، اور انہیں کوہان ہوتی ہے۔ (معلوم ہوا کہ بھینس گائے کی قسم ہی نہیں بلکہ سب سے عمدہ قسم ہے)

اونٹ کی قسمیں:

علامہ بطال بن احمد رکبی فرماتے ہیں:

"وَالبَخَاتِيُّ مِنَ الإِبِلِ: مَعْرُوفٌ أَيْضًا، وَهُوَ مُعَرَّبٌ، وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ: عَرَبِيٌّ. الْوَاحِدُ: بُخْتِيٌّ وَالأُنْثَى: بُخْتِيَّةٌ، وَجَمْعُهُ: بَخَاتِيٌّ (غَيْرُ مَصْرُوفٍ) وَأَمَّا الْعِرَابُ مِنَ الإِبِلِ، فَإِنَّ الْجَوْهَرِيَّ قَالَ: هِيَ خِلَافُ الْبَخَاتِيِّ، كَالْعِرَابِ مِنْ الْخَيْلِ خِلَافِ الْبَرَاذِينِ. وَقَالَ فى الشَّامِلِ: الْعِرَابُ: جُرْدٌ مُلْسٌ حِسَانُ الأَلْوَانِ كَرِيمَة"۔(۲)

---

(۱) حاشیۃ الروض المربع، 3/187، نیز دیکھئے: تحریر ألفاظ التنبیہ، ص:106۔

(۲) النظم المستعذب فی تفسیر غریب ألفاظ المہذب، 1/146، نیز دیکھئے: کتاب الآم از امام شافعی 2/20، والموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ (23/259)۔

اونٹ کی کئی قسمیں ہیں:

۱۔ ”البخاتی“: یہ معروف ہیں، یہ لفظ معرب ہے، البتہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ عربی ہے، اس کی واحد ”بختی“، مونث ”بختیۃ“ اور جمع ”بخاتی“ (غیر منصرف) آتی ہے۔

اور معروف لغوی علامہ خلیل فراہیدی لکھتے ہیں:

”البُخْتُ والبُخْتِيُّ، أعجميان دخيلانِ: الإبل الخراسانية تُنْتَجُ من إبلٍ عربية وفالج“۔(۱)

بخت اور بختی عجمی دخیل الفاظ ہیں، یہ خراسانی اونٹوں کو کہا جاتا ہے جو عربی اونٹنیوں اور ”فالج“ نامی سندھی اونٹوں سے پیدا ہوتے تھے۔

۲۔ ”العراب“: عراب کے بارے میں علامہ جوہری فرماتے ہیں کہ یہ بخاتی کے برخلاف ہیں، جیسے عراب گھوڑے ”براذین“ (ایک مضبوط ٹھوس اور بھاری بھرکم قسم کا گھوڑا جسے حمل ونقل کے لئے استعمال کیا جاتا تھا) کے خلاف ہوتے ہیں، اور الشامل میں فرماتے ہیں کہ: عراب بغیر بالوں والے، چکنے، خوبصورت رنگ والے اور بڑے پیارے ہوتے ہی۔

اسی طرح علامہ ابومنصور ازہری لکھتے ہے:

”والمهارى من الابل منسوبة إلى مهرة بن حيدان وهم قوم من أهل اليمن وبلادهم الشحر بين عمان وعدن ابين ابلهم المهريه وفيها نجائب تسبق الخيل والارحبيه من ابل اليمن ايضا وكذلك المجيديه“۔(۲)

۳۔ ”المھاری“: یہ مہرہ بن حیدان کی طرف منسوب ہیں، یہ یمن کی ایک قوم ہے، ان کا

---

(۱) دیکھئے: کتاب العین، 4/241

(۲) الزاہر فی غریب ألفاظ الشافعی، ص:101۔

علاقہ عمان اور عدن کے درمیان ''شحر'' نامی مقام ہے، ان کے اونٹ ''مھریۃ'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

۴۔ ''نجائب'': یہ ایک قسم کے اونٹ ہیں جو گھوڑوں سے تیز دوڑتے ہیں۔

۵۔ ''الارحبیۃ'': یہ بھی اونٹوں کی ایک قسم ہے جو یمن میں پائی جاتی ہے۔

۶۔ اسی طرح ''مجیدیہ'' نامی ایک قسم کا اونٹ اور بھی پایا جاتا ہے۔

اسی طرح دیگر انعام کی بھی مختلف انواع اور نسلیں دنیا میں پائی جاتی ہیں۔ظاہر ہے کہ رنگ ونسل اور علاقائی انواع کے اختلاف کی بناپر بشرطیکہ انعام کی جنسیں متحد ہوں' قربانی کی مشروعیت اور جواز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اجناس کا ذکر فرمایا ہے۔

چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فشرط المجزئ في الأضحية أن يكون من الانعام، وهي: الإبل والبقر والغنم، سواء في ذلك جميع أنواع الإبل من البخاتي والعراب، وجميع أنواع البقر من الجواميس والعراب والدربانية، وجميع أنواع الغنم من الضأن والمعز وأنواعهما''۔(۱)

قربانی ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ جانور بہیمۃ الانعام میں سے ہو، یعنی: اونٹ، گائے اور بکرا، اور اس میں بخاتی اور عراب وغیرہ اونٹ کی تمام قسمیں برابر ہیں، اور بھینس، در بانیہ اور عراب وغیرہ گائے کی تمام قسمیں برابر ہیں، اسی طرح مینڈھا اور بکرا وغیرہ بکرے کی تمام قسمیں برابر ہیں۔

(۱) المجموع شرح المہذب للنووی، 8/393، نیز دیکھئے: المنتقی شرح الموطا، از ابوالولید الباجی، 2/310۔

ساتویں فصل:

بھینس کی زکاۃ

احکام ومسائل، فقہ وفتاویٰ اور عہد تابعین اور بعد کے ادوار کی تاریخ کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعینہ گایوں کی طرح بھینسوں کی زکاۃ بھی فرض رہی ہے اور ادا اور وصول کی جاتی رہی ہے، گائے اور بھینس کا حکم یکساں رہا ہے، دونوں میں کسی مسئلہ میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے آیئے اس بارے میں اہل علم کے چند اقوال ملاحظہ کریں:

(۱) عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے لکھ بھیجا کہ:

”أَنْ تُؤْخَذَ صَدَقَةُ الْجَوَامِيسِ كَمَا تُؤْخَذُ صَدَقَةُ الْبَقَرِ“۔(۱)

جیسے گایوں کی زکاۃ لی جاتی ہے بھینسوں کی بھی زکاۃ لی جائے۔

(۲) اسی طرح حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔(۲)

(۳) امام دار الہجرہ مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَكَذَلِكَ الْبَقَرُ وَالْجَوَامِيسُ، تُجْمَعُ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى رَبِّهَ، وَقَالَ: إِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا“۔(۳)

---

(۱) الأموال للقاسم بن سلام (2 / 36، نمبر 992) محقق کتاب ابوانس سید بن رجب فرماتے ہیں: ”سند اضعیف ہے، اس کی سند میں عبد اللہ بن صالح نامی راوی ضعیف ہے، نیز دیکھئے: اموال، از ابن زنجویہ نمبر 1493۔

(۲) الأموال للقاسم بن سلام (2 / 36، نمبر 993) محقق کتاب ابوانس سید بن رجب فرماتے ہیں: ”یہ معلق ہے، امام ابوعبید نے اپنے اور اشعث کے درمیان کا واسطہ نہیں ذکر کیا ہے، اور مجھے نہیں معلوم کہ موصول کس نے روایت کیا ہے“۔

(۳) موطا امام مالک تحقیق عبد الباقی، 1 / 260، نیز دیکھئے: شرح الزرقانی علی الموطا، 2 / 169، والأموال لابن زنجویہ، 2 / 851 / 1495، والأموال للقاسم بن سلام ص: 476، نمبر 1029

اسی طرح گایوں اور بھینسوں کو اُن کے مالک سے زکاۃ کے لئے اکٹھا کیا جائے گا، اور فرماتے ہیں کہ: درحقیقت یہ تمام گائے ہی ہیں۔

(۴) امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَنُصْدِقُ الْجَوَامِيسَ مَعَ الْبَقَرِ"۔ (۱)

اور ہم بھینسوں کی زکاۃ گائے کے ساتھ ہی نکالتے ہیں۔

(۵) علامہ ابن حزم رحمہ اللہ بھینسوں میں زکاۃ کی فرضیت کا سبب "قیاس" قرار دینے والوں کی تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذا شغب فاسد؛ لأن الجواميس نوع من أنواع البقر، وقد جاء النص بإيجاب الزكاة في البقر، والزكاة في الجواميس لأنها بقر؛ واسم البقر يقع عليها ولولا ذلك ما وجدت فيها زكاة"۔ (۲)

یہ بہت بری بات ہے؛ کیونکہ بھینسیں گائے کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں، اور گائے میں زکاۃ کے وجوب پر نص موجود ہے، اور بھینسوں میں زکاۃ اس لئے ہے کہ وہ گائیں ہیں؛ اور اُن پر گائے کا نام لگتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو بھینسوں میں زکاۃ ہی نہ ہوتی۔

(٦) اور اپنی مایہ ناز کتاب "المحلی" میں فرماتے ہیں:

"مَسْأَلَةٌ: الْجَوَامِيسُ صِنْفٌ مِنْ الْبَقَرِ يُضَمُّ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ"۔ (۳)

---

(۱) الأم للشافعی، 2/20۔

(۲) الاحکام فی أصول الأحکام لابن حزم 7/132۔

(۳) المحلی بالآثار، 4/89، نمبر 673۔

مسئلہ: بھینسیں گائے ہی کی ایک صنف ہیں، زکاۃ کے لئے دونوں کو ملایا جائے گا۔

(۷) علامہ ابو القاسم خرقی فرماتے ہیں:

”الجواميس كغيرها من البقر“۔(۱)

بھینسیں دیگر گایوں ہی کی طرح ہیں۔

(۸) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” مَسْأَلَةٌ: قَالَ: [وَالْجَوَامِيسُ كَغَيْرِهَا مِنْ الْبَقَرِ] لَا خِلَافَ فِي هَذَا نَعْلَمُهُ. ... لِأَنَّ الْجَوَامِيسَ مِنْ أَنْوَاعِ الْبَقَرِ، كَمَا أَنَّ الْبَخَاتِيَّ مِنْ أَنْوَاعِ الْإِبِلِ“۔(۲)

مسئلہ: ”بھینسیں دیگر گایوں ہی کی طرح ہیں“ ہمارے علم کے مطابق اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں... اور اس لئے بھی کہ بھینسیں گائے ہی کی قسم ہیں، جیسے بخاتی اونٹ کی قسم ہے۔

(۹) علامہ ابو الخطاب کلوذانی فرماتے ہیں:

”الْجَوامِيْسُ جِنْسٌ مِنَ الْبَقَرِ“۔(۳)

بھینسیں گائے ہی کی ایک جنس ہیں۔

(۱۰) علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”الجواميس نوع من البقر، والبخاتي نوع من الإبل، والضأن والمعز جنس واحد“۔(۴)

---

(۱) مختصر الخرقی،ص:42۔

(۲) المغنی لابن قدامۃ،2/444،مسئلہ 1711۔

(۳) الھدایۃ علی مذھب الامام أحمد،ص:126۔

(۴) الکافی فی فقہ الامام أحمد 1/390۔

بھینسیں گائے کی ایک قسم ہیں، اور بخاتی اونٹ کی ایک قسم ہیں، اور مینڈھا اور بکرا ایک جنس ہیں۔

(۱۱) علامہ محمد الامین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَأُلْحِقَ بِالْبَقَرِ الْجَوَامِيسُ، وَالْإِبِلُ تَشْمَلُ الْعِرَابَ وَالْبَخَاتِيَّ“۔ (۱)

بھینسوں کو گائے سے ملحق کر دیا گیا ہے، اور اونٹ عربی اور خراسانی دونوں قسم کے اونٹوں کو شامل ہے۔

(۱۲) سعودی عرب کے معروف فقیہ اور مفتی علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وأما البقر أيضاً فتشمل البقر المعتادة، والجواميس“۔ (۲)

رہا مسئلہ گائے کا: تو وہ عام گایوں اور بھینسوں دونوں کو شامل ہیں۔

---

(۱) أضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن، 8/271۔

(۲) الشرح الممتع علی زاد المستقنع، 6/49۔

آٹھویں فصل:

بھینس کی قربانی سے متعلق علماء کے فتاوے

(ا) علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ:

مذکورہ دلائل اور تمام تر تفصیلات کی روشنی میں اہل علم نے بھینس کی قربانی کو جائز اور مشروع قرار دیا ہے، اہل علم کے چند فتاوے ملاحظہ فرمائیں:

س: سئل فضيلة الشيخ- رحمه الله-: يختلف الجاموس عن البقر في كثير من الصفات كاختلاف الماعز عن الضأن، وقد فصل الله في سورة الأنعام بين الضأن والماعز، ولم يفصل بين الجاموس والبقر، فهل يدخل في ضمن الأزواج الثمانية فيجوز الأضحية بها أم لا يجوز؟

فأجاب بقوله: الجاموس نوع من البقر، والله عز وجل ذكر في القران المعروف عند العرب الذين يحرّمون ما يريدون، ويبيحون ما يريدون، والجاموس ليس معروفًا عند العرب'' ۔(۱)

سوال: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: بھینس بہت سے اوصاف میں گائے سے مختلف ہے، جیسے بکرا مینڈھے سے مختلف ہوتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں مینڈھے اور بکرے کو تو الگ الگ بیان کیا ہے، لیکن بھینس اور گائے کو الگ نہیں کیا ہے، تو کیا

(۱) مجموع فتاوی ورسائل العثیمین، 25/34۔

بھینس نر و مادہ آٹھ قسموں کے ضمن میں داخل ہوگی اور اس کی قربانی بھی جائز ہوگی یا نہیں؟
جواب: آپ نے فرمایا: بھینس گائے ہی کی ایک قسم ہے، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صرف ان چیزوں کو بیان کیا ہے جو عربوں کے یہاں معروف تھیں، جو اپنی چاہت کے مطابق حرام ٹھہراتے تھے اور اپنی خواہش کے مطابق مباح اور جائز کر لیتے تھے، اور بھینس اہل عرب کے یہاں معروف نہ تھی۔

(۲) شیخ الحدیث عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ کا فتویٰ:

شیخ الحدیث عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ بھینس کی قربانی کے بارے میں ایک معتدل رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والأحوط عندي أن يقتصر الرجل في الأضحية على ما ثبت بالسنة الصحيحة عملاً وقولاً وتقريراً، ولا يلتفت إلى ما لم ينقل عن النبي ﷺ ولا الصحابة والتابعين رضي الله عنهم، ومن اطمأن قلبه بما ذكره القائلون باستنان التضحية بالجاموس ذهب مذهبهم ولا لوم عليه في ذلك، هذا ما عندي والله أعلم"۔[۱]

میرے نزدیک زیادہ قابل احتیاط بات یہ ہے کہ آدمی قربانی میں انہی جانوروں پر اکتفا کرے جو قولی، عملی اور تقریری طور پر صحیح سنت سے ثابت ہیں، ان چیزوں کی طرف متوجہ نہ ہو جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے، البتہ جس کا دل بھینس کی قربانی کے سلسلہ میں ذکر کردہ دلائل سے مطمئن ہو، وہ ان کا موقف اپنا لے، اور اس بارے میں اس پر کوئی ملامت نہیں، یہی میری رائے ہے، واللہ اعلم۔

(۱) مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، 5/ 82۔

(۳) رئیس المناظرین علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا فتویٰ:

سوال: بھینس کی حلت کی قرآن وحدیث سے کیا دلیل ہے؟ اور اس کی قربانی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ قربانی جائز ہو تو استدلال کیا ہے، حضور سرور کائنات ﷺ نے خود اجازت فرمائی یا عمل صحابہ ہے؟ (محمود علی خریدار اہل حدیث)

جواب: جہاں حرام چیزوں کی فہرست دی ہے وہاں یہ الفاظ مرقوم ہیں:

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا [الانعام:145]۔

(آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو۔۔۔)

ان چیزوں کے سوا جس چیز کی حرمت ثابت نہ ہو وہ حلال ہے۔ بھینس ان میں نہیں، اس کے علاوہ عرب کے لوگ "بھینس" کو "بقرہ" (گائے) میں شامل سمجھتے ہیں۔ ۱۱/مئی ۳۴ء

تشریح: حجاز میں بھینس کا وجود ہی نہ تھا پس اس کی قربانی نہ سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے نہ تعامل صحابہ سے۔ ہاں اگر اس کو جنس "بقر" سے مانا جائے جیسا کہ حنفیہ کا قیاس ہے (کما فی الهدایة) یا عموم بهیمة الانعام پر نظر ڈالی جائے تو حکم جواز قربانی کے لئے یہ علت کافی ہے۔ (ملخص) واللہ اعلم۔ (از مولانا ابو العلاء نظر احمد صاحب سہسوانی (اخبار اہل حدیث ص ۱۱، دہلی یکم اکتوبر ۱۵ ستمبر ۱۹۵۲ء)۔[1]

---

(۱) دیکھئے: فتاویٰ ثنائیہ، 1/ 809-810۔

(۴) معروف محقق حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

عصر حاضر کے معروف محقق حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کی قربانی کتاب وسنت سے ثابت ہے اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے، اس پر ائمہ اسلام کا اجماع ہے۔

امام ابن المنذر فرماتے ہیں: ''وأجمعوا علی أن حکم الجوامیس حکم البقر'' اور اس بات پر اجماع ہے کہ بھینسوں کا وہی حکم ہے جو گائیوں کا ہے۔ (الاجماع کتاب الزکاۃ ص ۴۳)۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں: ''لاخلاف في هذا نعلمه'' اس مسئلے میں ہمارے علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں۔ (المغنی ج ۲ ص ۲۴۰ مسئلہ: ۱۷۱۱)

زکوۃ کے سلسلے میں، اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ بھینس گائے کی جنس میں سے ہے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بھینس گائے کی ہی ایک قسم ہے۔ تاہم چونکہ نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صراحتاً بھینس کی قربانی کا کوئی ثبوت نہیں لہذا بہتر یہی ہے کہ بھینس کی قربانی نہ کی جائے بلکہ صرف گائے، اونٹ، بھیڑ اور بکری کی ہی قربانی کی جائے اور اسی میں احتیاط ہے۔ واللہ اعلم۔[1] [ان کے علاوہ اہل علم کے اور بھی فتاوے ہیں، طوالت باعث انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے]

احتیاط کا مسئلہ اپنی جگہ اپنے ذاتی اطمینان سے تعلق رکھتا ہے، اس سے جواز یا مشروعیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ (مولف)

ھذا ما عندی، واللہ اعلم، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین۔

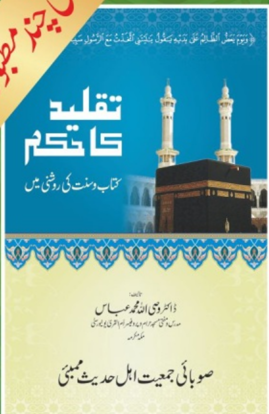
عنایت اللہ حفیظ اللہ مدنی

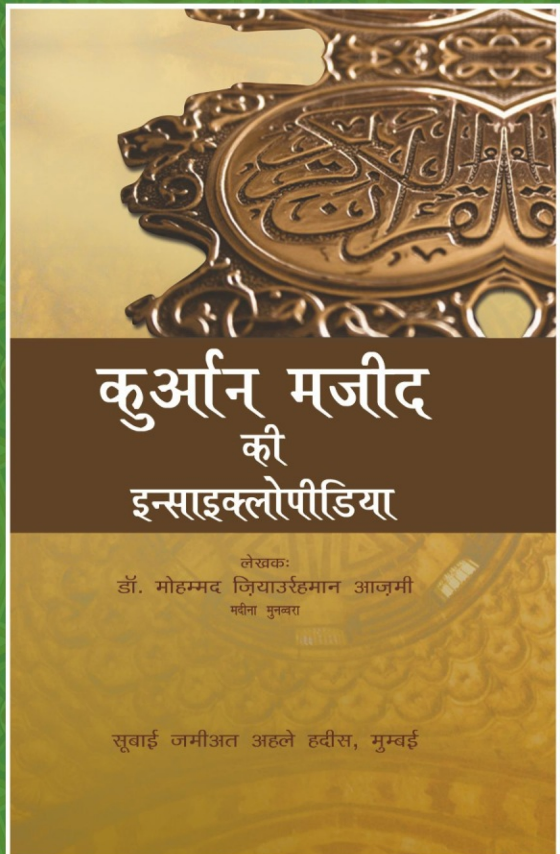
۱۱/ستمبر ۲۰۱۵ء

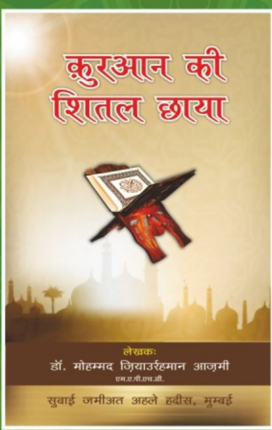
---

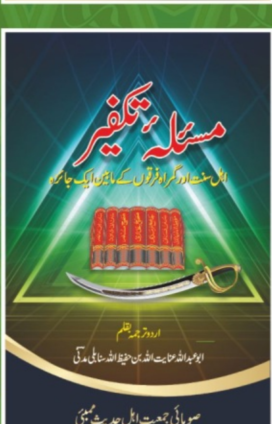
(۱) فتاوی علمیہ المعروف بہ توضیح الاحکام، 2/ 181۔

ہماری چند مطبوعات













SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chunawala Compound, Opp. BEST Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070.
T : +91-22-26520077 F : +91-22-26520066 • ahlehadeesmumbai@gmail.com
www.ahlehadeesmumbai.org